۴
خُلقِ حسنؑ

مرثیہ امام حسن علیہ السلام

(۵۲ بند۔۱۹۷۶ء)

خُلقِ حسنؑ

اخلاق پر مدارِ شعورِ حیات ہے　　اخلاق اہلِ فکر کی راہِ نجات ہے
اخلاق ہی سے کون و مکاں کا ثبات ہے　　اخلاق اہلِ بیتؑ کے ہونٹوں کی بات ہے
اس کی بقا ہے حق و صداقت کی راہ میں
پلتا ہے یہ مزاجِ رسالتؐ پناہ میں

شمعِ کمالِ حُسن کی اخلاق سے ہے ضو　　اخلاق زندگانیِ بزمِ جہاں کی رَو
اخلاق ہی کے نور سے بڑھتی ہے اس کی لَو　　اخلاق کی حیات کے عنواں ہیں نَو بہ نَو
دونوں کی احتیاط کا انجام نیک ہے
قرآں کہو کہ خُلق کہو بات ایک ہے

تبلیغ دیں ہے شہر تو اخلاق ہے فصیل　　اَمرِ خدا ہے خُلد تو اخلاق سلسبیل
حق ہے رہِ ثواب تو اخلاق سنگِ میل　　حُجّتِ نبیؐ کا دل ہے تو اخلاق جبرئیلؑ
جوہر ہے صنعتِ کرمِ کارساز کا
یہ خود نہیں نمازؔ وضو ہے نماز کا

اخلاق ہے تو بزمِ شریعت ہے پروقار　　اخلاق ہے تو چہرۂ طاعت ہے آبدار
اخلاق ہے تو فرضِ اطاعت ہے کامگار　　اخلاق ہے تو فکرِ نبوّت ہے استوار
اس سے پتہ ملا ہے صداقت کی راہ کا
اخلاق دل ہے اشھدُ اَن لَا اِلہ کا

اخلاق سے ہے گلشنِ اُلفت میں تازگی　　یہ چاند بانٹتا ہے محبت کی چاندنی
اس نور سے بشر کی منور ہے زندگی　　اس عطر کی مہک سے مہکتا ہے آدمی
رنگینیِ حیات کے ماتھے کی تاب ہے
اخلاق زندگی کے چمن کا گلاب ہے

اسلام کی بقا کا خزانہ یہی تو ہے　　تسبیحِ امن و صلح کا دانہ یہی تو ہے
حق کو عزیز ہے جو فسانہ یہی تو ہے　　جس کو مٹا سکا نہ زمانہ یہی تو ہے
اخلاق علم دوست ہے، قدرت شناس ہے
یہ وہ ہے ہر نبیؑ کی سند جس کے پاس ہے

ملّت کا امتیاز ہے اخلاق کا شعور　　مغلوب قوم ہو تو چمکتا نہیں یہ نُور
اس کی روش طریقِ ہزیمت سے دُور دُور　　لا سیف و لافتیٰ ہے اسی جام کا سُرور
اس کے قدم ہیں فتح کی راہِ ثواب میں
لفظِ شکست ہی نہیں اس کی کتاب میں

اخلاق کی نماز کا قبلہ خدا کی ذات　　اخلاق راہبر ہو تو آساں رہِ نجات
اخلاق ہے بشر کے مقدر کی کائنات　　اخلاق کی حیات ہے انسان کی حیات
تاحشر اس عمل سے بقا کی نوید ہے
اخلاق پر مرا ہے تو انساں شہید ہے

اخلاق کی نظر ہو تو مشرک ہو پاک باز　　اخلاق کی سپر ہو تو دشمن ہو صلح ساز
اخلاق کا گزر ہو تو کافر ہو دل نواز　　اخلاق کا اثر ہو تو ملحد پڑھے نماز
فطرت کی آب وتاب یہی روشنی تو ہے
وحدت کو جس پہ ناز وہ سجدہ یہی تو ہے

اخلاق کے بغیر نہ ایماں نہ آگہی　　اخلاق پست ہو تو رعونت ہے زندگی
اخلاق کی کمی بشریّت کی ہے کمی　　اخلاق ہی کی موت سے مرتا ہے آدمی
مانی ہوئی یہ بات ہے عقلِ سلیم کی
بوجہل ضد ہے صاحبِ خُلقِ عظیم کی

خُلق عظیم شانِ رسولؐ فلک پناہ　　خُلقِ عظیم سیدِ لولاکؐ کی نگاہ
خُلقِ عظیم فکرِ پیمبرؐ کی شاہراہ　　خُلقِ عظیم شہرِ تمدن کا سربراہ
اس کے بغیر قلب کی دنیا میں شام ہے
خُلقِ عظیم ذہن کے سُورج کا نام ہے

خُلقِ عظیم ذہنِ رسالتؐ کا شاہکار　　خُلقِ عظیم سیدؑ بطحا کے دل کا پیار
خُلقِ عظیم شانِ نبوّت کا اعتبار　　خُلقِ عظیم عصمتِ معصوم کا نکھار
یہ جادۂ اشاعتِ دیں کا نظام ہے
خُلقِ عظیم آلِ محمدؐ کا نام ہے

اخلاق ہے نبیؐ کے گھرانے سے سربلند　　اخلاق کو علیؑ کی ادائیں ہیں سب پسند
اخلاق فاطمہؑ کی حیا کا نیاز مند　　اخلاق پر حسینؑ نے آنے نہ دی گزند
اس گلستاں میں پھول سے رونق ہے پھول کی
خُلقِ حسنؑ بہار ہے خُلقِ رسولؐ کی

اخلاق کی نظر کو حسنؑ سے ملا قرار　　تہذیب کی زمیں ہے انہی سے فلک وقار
ان کے لبوں کا حُسن ہے تسبیحِ کردگار　　قرآن کو حسنؑ سے ملا ظرفِ اعتبار
پاکیزگی کا دخل ہے دونوں کے نام میں
دونوں زمیں پہ آئے ہیں ماہِ صیام میں

قندیلِ بُوترابؑ کی تنویر ہیں حسنؑ　　پیغمبرؐ حیات کی تصویر ہیں حسنؑ
زہراؑ دُعائے نور ہیں تاثیر ہیں حسنؑ　　خُلقِ عظیم خواب ہے تعبیر ہیں حسنؑ
محرابِ غرب و شرق میں جلوہ حسنؑ کا ہے
اسلام جی رہا ہے، یہ صدقہ حسنؑ کا ہے

شیرِ خدا کی طرح سرافراز ہیں حسنؑ　　ہر صاحبِ ضمیر کی آواز ہیں حسنؑ
ہر اِک نبیؐ کے نطق کا اعجاز ہیں حسنؑ　　جو راز ہیں رسولؐ وہی راز ہیں حسنؑ
حق کے نبیؐ کی طرح یہ قدسی صفات ہیں
شکلِ بشر میں معجزۂ کائنات ہیں

بالیدگیٔ زہد و شرف کا شباب ہیں　　یہ بولتی جمالِ خدا کی کتاب ہیں
باطل کے وسوسوں کا مکمل جواب ہیں　　قرآں مِقر ہے ابنِ رسالت مآبؐ ہیں
شیرِ خدا کا ناز، تمنا بتولؑ کی
یہ خود نہیں رسول، نظر ہیں رسولؐ کی

اللہ کے نبیؐ کا چلن ہے حسنؑ کا نام　　خوشنودیٔ خدائے زمن ہے حسنؑ کا نام
قرآن کا کمالِ سخن ہے حسنؑ کا نام　　ایماں بکف حدیثِ حسنؑ ہے حسنؑ کا نام
دنیا کی ان کے سامنے کیا آب و تاب ہے
نانا رسولِ پاکؐ پدر بوترابؑ ہے

ان کے قدم کی خاک ستاروں کی جلوہ گاہ　　ان کی نظر سے پست ہے کونین کی نگاہ
یہ عرشِ کبریا کے مسافر ازل کی راہ　　بحرِ کرم کو ان کے کرم کی ملے نہ تھاہ
تقدیر ہیں خدائے دو عالم کے دین کی
یہ زندگی ہیں رحمت للعالمینؐ کی

www.emarsiya.com

آئے جہاں میں صلح کا سینہ لئے ہوئے　　اخلاقِ مصطفیٰؐ کا خزینہ لئے ہوئے
اللہ کے کرم کا سفینہ لئے ہوئے　　پائے وفا پہ عرش کا زینہ لئے ہوئے
اب مطمئن ہے ذوقِ نظر کائنات کا
آغوش میں بتولؑ کے دل ہے حیات کا

جلوہ فگن ہے رحمتِ پیغمبرِؐ جلیل　　کوثر دہن کے پاس ہے، قدموں میں سلسبیل
فضہؑ سنا رہی ہیں انہیں قصۂ خلیلؑ　　جھولا جھلانے عرش سے آتے ہیں جبرئیلؑ
حیدرؑ کا علم، عظمتِ زہراؑ ہو شان میں
پلتا ہے پھر شعورِ امامت جہان میں

کتنے حسین ہاتھ تو کیا خوش نظر ہیں پاؤں　　عالم کی رہبری کے لئے معتبر ہیں پاؤں
اسلام کی وہ سمت ہے اُن کے جدھر ہیں پاؤں　　یہ پشتِ مصطفیٰؐ پہ نہیں عرش پر ہیں پاؤں
ہاتھوں میں مثلِ زلف خرد کی زمام ہے
معراج اس ادا کی بلندی کا نام ہے

زہراؑ کی گود مدرسۂ فکر و احتساب　　حیدرؑ کی گود علم کی اک مستند کتاب
آغوشِ مصطفیٰؐ ہے عبادت کا کل نصاب　　مکہ مقامِ امن، مدینے میں انقلاب
آنکھوں میں گردشیں ہیں بسی صبح و شام کی
ان ساری منزلوں پہ نظر ہے امامؑ کی

طرزِ مباہلہ کی فضا بھی نظر میں ہے　　وہ امتحانِ اہلِ کسا بھی نظر میں ہے
وہ کفرِ ظاہری کی خطا بھی نظر میں ہے　　اکھڑی ہوئی عدو کی ہوا بھی نظر میں ہے
حاصل یہ ہے کہ زخم کا آئینہ توڑ دے
دشمن شکست مان لے اپنی، تو چھوڑ دے

www.omarsiya.com

یہ فیصلہ بھی وقت کا ہے باعثِ قلق　　اہلِ ہوس نے جبر سے چھینا علیؑ کا حق
قرآں میں مصلحت کے بڑھائے گئے ورق　　خودساختہ حدیثوں کے لکھے گئے سبق
سب کچھ ہوا اصولِ شریعت جلی رہے
بدلا مزاجِ دہر، علیؑ پھر علیؑ رہے

یہ مسئلہ بھی چشمِ حسنؑ میں ہے جلوہ گر　　رقصاں تھے جب بساطِ خلافت پہ اہلِ شر
شیرِ خدا کے حق کو سراہا گیا مگر　　خود اپنے وضع کردہ اصولوں کی شرط پر
انکارِ بوترابؑ بڑا کام کر گیا
جو سُنّتِ نبیؐ سے بڑھا آپ مر گیا

صفین کے، جمل کے، تقاضے ہیں سامنے　　سارے منافقوں کے ارادے ہیں سامنے
اللہ کی سپاہ کے جلوے ہیں سامنے　　قرآن سے لگے ہوئے نیزے ہیں سامنے
اُبھرا یہ نقش ذہنِ حقیقت نہاد میں
تلوار روکنا بھی ہے شامل جہاد میں

پیشِ نظر ہیں باپ کی دشواریاں تمام　　کیسے چراغِ صبح تک آئی ہوائے شام
حاسد دلوں کو پھونکتا تھا جوشِ انتقام　　لیکن رہے خموش نبیؐ کی طرح امامؑ
ظاہر نہ ہو سکا جو لہو آستیں پہ تھا
قاتل کہیں تو خنجر قاتل کہیں پہ تھا

یہ فکر اب حسنؑ کے لئے وجہِ اضطراب　　مقصد یہ ہے عدو کی نہ سازش ہو کامیاب
وہ کام ہو کہ ظلم کا چہرہ ہو بے نقاب　　خود آستیں لعیں کی کہے خونِ بوترابؑ
تاریخِ قتلِ نفسِ نبیؐ جب تمام ہو
پیشانیِ کتاب پہ قاتل کا نام ہو

www.emarsiya.com

سبطِ نبیؐ نے کی جو زمانے پہ اک نظر　　آئینِ مصطفیٰؐ کی جبیں تھی لہو میں تر
اسلام جیسے راہ میں ٹوٹا ہوا شجر　　قرآن جیسے ظلم سے توڑا ہوا ثمر
عقبیٰ تھی اک مذاق نگاہِ عوام میں
ایمان تول تول کے بکتا تھا شام میں

چشمِ حسنؑ یہ دیکھ رہی تھی ادائے شام　　اُٹھی حرم کی شمع بجھانے ہوائے شام
نکلی خدا کے دین کو ڈسنے بلائے شام　　غُل تھا کہ اب مدینے میں پھیلی وبائے شام
مغموم ہو گیا تھا جو چہرہ عوام کا
منہ ذوالفقار دیکھ رہی تھی امامؑ کا

لیکن علیؑ کا لالؑ شریعت کا پاسباں　　سلجھا رہا تھا دیں کے مسائل کی گتھیاں
آمادۂ جہاد جو ہوتا علیؑ کی جاں　　کہتے دیارِ شام کے مردے بھی الاماں
اٹھتا جو ہاتھ سبطِ رسالت مآبؐ کا
لاتا کچھ اور رنگ لہو بوترابؑ کا

پھر شام کی فضا میں چمکتی جو ذوالفقار　　روئے زمیں پہ تاج نہ ہوتا نہ تاجدار
آغوش میں فرات کے بہتی لہو کی دھار　　لیکن حسنؑ نے صبر دکھایا بہ اختیار
کرتے اگر یہ چاک جگر مشرقین کا
دنیا میں پھر جہاد نہ ہوتا حسینؑ کا

دشمن ہوا جو صلح پہ مائل تو صلح کی　　خود آ گیا بصورتِ سائل تو صلح کی
جب ہو گیا وہ دین کا قائل تو صلح کی　　مانے گئے علیؑ کے فضائل تو صلح کی
دنیا ہے معترض تو یہ دنیا کی بھول ہے
صلحِ حسنؑ تتمّۂ صلحِ رسولؐ ہے

اسلام کی حیات کا پرچم حسنؑ کا ضبط　　قانونِ اتحادِ مجسّم حسنؑ کا ضبط
ملت کے زخم زخم کا مرہم حسنؑ کا ضبط　　رازِ بقائے وحدتِ آدم حسنؑ کا ضبط
دی دادِ ضبط فاتحِ بدر و حنین نے
ان کو امام کہہ کے پکارا حسینؑ نے

اُن کے دہن کو چومتے تھے سیّدِ عربؐ　　اُن کے ادب کی وجہ سے زندہ ہوا ادب
اُن کے لئے عسل کی طرح تلخیِ تعب　　اُن کے لئے نہ سوتی تھیں زہراؑ تمام شب
اُن کی ہر اک ادا کو فراموش کر دیا
دنیا نے اُن کو زہر سے خاموش کر دیا

بے دم ہوئے تو کر لیا چہرے کو قبلہ رُو　　کلفت تھی ارد گرد اُداسی تھی چار سو
آنے لگا جو غش تو بڑھی حق کی جستجو　　دنیا کا کچھ خیال، نہ دنیا کی گفتگو
زہرِ ستم نے کر دیا عاجز کلام سے
آنکھوں کو کھول دیتے تھے زینبؑ کے نام سے

پکڑے ہوئے جگر تھا محمدؐ کا نورِ عینؑ　　کروٹ بدل رہا تھا دلِ مرتضیٰؑ کا چین
دل کو رلائے دیتے تھے سیدانیوں کے بین　　بھائی کا خون دیکھ کے رونے لگے حسینؑ
وہ طشت میں لہو تھا نہ ابنِ بتولؑ کا
کٹ کٹ کے گر رہا تھا کلیجہ رسولؐ کا

دل میں جہانِ درد کے حالات کا بھی غم　　انسانیت پہ یورشِ آفات کا بھی غم
اہلِ وفا کا رنج بھی سادات کا بھی غم　　تنہا حسینؑ ہو گئے اس بات کا بھی غم
سارے غموں کی رُوح تھا میدانِ کربلا
چشمِ حسنؑ تھی اور غریبانِ کربلا

www.omarsiya.com

آخر وہ وقت آ گیا رخصت ہوئے حسنؑ — مانند شمع بجھ گیا زہراؑ کا گلبدن
شورِ فغاں کی نذر ہوئی بزم پنج تن — اب سیدہؑ کا لالؑ تھا پہنے ہوئے کفن
نیند آ گئی تھی صلح کے پروردگار کو
گویا خزاں نے لوٹ لیا تھا بہار کو

قاسمؑ کی کمسنی پہ یتیمی ہوئی نثار — سیلابِ اشک بن گیا زینبؑ کا اضطرار
اُٹھنے لگا جنازۂ معصوم روزگار — بے چینیوں میں ڈوب گیا مصطفیٰؐ کا پیار
ملتی نہیں مثال یہ تاریخِ دہر میں
اسلام رو رہا تھا مدینے کے شہر میں

آواز دے رہی تھی بہن اے علیؑ کے لال — کیا ہو گیا کہ آج نہ پوچھا بہن کا حال
ڈر ہے ہوائے غم سے نہ کھل جائیں سر کے بال — کیسی مصیبتوں میں پھنسی ہے نبی کی آلؑ
دامن سرشکِ غم سے بھگونے کے واسطے
بھائی میں رہ گئی تمہیں رونے کے واسطے

ایک ایک کر کے بجھتے ہی جاتے ہیں سب چراغ — لٹتا ہی جا رہا ہے رسولؐ زمن کا باغ
بے چین ہے خیال، پریشان ہے دماغ — زینبؑ کے ایک دل پہ ہے کتنے غموں کا داغ
پہنچے نہ رنج فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لے جاؤں میں کہاں پہ بچا کر حسینؑ کو

کرتی ہوں میں حسینؑ کے چہرے پہ جب نظر — جلتا ہے شدّتِ غم و آلام سے جگر
کیا کیا مہیب نقش دکھاتی ہے چشمِ تر — بھائی کو دیکھتی ہوں جو بھائی کی لاش پر
دل کی دعا ہے تیرے کرم میں نہ دیر ہو
یارب مرے حسینؑ کی دنیا میں خیر ہو

بھائی چلے تو ہو مگر اتنا رہے خیال　　دنیا کا دستِ ظلم ہے اور مصطفےٰ کی آلؑ
سہمے ہوئے ہیں گلشن زہراؑ کے نونہال　　لمّاں اگر سنیں تو سنانا ہمارا حال

کہنا کہ زندگی کا نشاں آہِ سرد ہے
کیا جانے کیوں یہ اب مرے بازو میں درد ہے

تاریخ کی نگاہ میں خوں بار داستاں　　ہر محفلِ شعور بھی اب تک ہے نوحہ خواں
تیروں کا آبشار جنازے پہ الاماں　　اُمت کے ہاتھ اجرِ رسالتؐ کی دھجیاں

گلشن میں ایک وارثِ گلشن نہ جا سکا
نانا کے پاس قبر نواسہؑ نہ پا سکا

❖❖

www.amarsiya.com

حسینؑ اور قربانی

مرثیہ حضرت علی اصغر علیہ السلام

(۵۰ بند۔ ۱۹۷۷ء)

حسینؑ اور قربانی

وہم و گماں کے دشت میں حیراں ہے آدمی　　اک مستقل خیالِ پریشاں ہے آدمی
خود اپنی زندگی سے گریزاں ہے آدمی　　ہر دم شکارِ گردشِ دوراں ہے آدمی
دوشِ نظر سے چادرِ غیرت اُتار کے
دنیا لیے ہے دین کی توفیق ہار کے

خنجر ہے آدمی کے لئے آدمی کی بات　　خود رفتگی کے زہر سے مضطر ہے کائنات
کم ظرف چھینتا ہے گلوں سے زرِ حیات　　نقدِ حواس پر ہے خریدارِ شش جہات
بگڑی ہوئی ہے بات خدا جانے کیا بنے
اب آدمی کو فکر یہی ہے خدا بنے

یہ فکر ہے جہاں کے لئے دردِ مستقل　　یہ فکر ہے خلافِ تقاضائے آب و گل
یہ فکر ہے نگاہ کی دشمن رقیبِ دل　　انسانیت ہے آج اسی فکر سے خجل
قدرت شعور پر نہ بھروسہ شعار پر
لب پر خدا خدا ہے نظر اقتدار پر

رہزن کی اب یہ ضد ہے کہ رہبر کہیں اُسے　　مفلس یہ چاہتا ہے تونگر کہیں اُسے
قطرے کی آرزو ہے سمندر کہیں اُسے　　جاہل مصر ہے نفسِ پیمبرؐ کہیں اُسے
حکمِ امام اس کی نظر میں عناد ہے
اپنی روش غلط ہو تو وہ اجتہاد ہے

کیا کیا فریب آپ سے کرتا ہے آدمی
جینے کے اشتیاق میں مرتا ہے آدمی
خود ساز گمرہی سے گزرتا ہے آدمی
تسکین دیں رسولؐ تو ڈرتا ہے آدمی
اس کی نظر میں حق کا قرینہ کوئی نہیں
دشتِ عرب ہے دل میں مدینہ کوئی نہیں

کتنا حریصِ منصبِ دنیا ہے آدمی
غارت گری کی جھیل میں ڈوبا ہے آدمی
جاگا اگر تو خواب میں جاگا ہے آدمی
سلجھے ہوئے نظام سے اُلجھا ہے آدمی
الزام رکھ رہا ہے خرد کی اساس پر
حق پر اسے گماں ہے یقیں ہے قیاس پر

مانندِ روز و شب ہے بیان و عمل میں فرق
غربت کی گفتگو ہے تو پوشاک زرق برق
درسِ خودی زمانے کو، خود بیخودی میں غرق
خواہش یہ ہے کہ زیرِ اطاعت ہوں غرب و شرق
اتنی ہوس کہ ذہن کا محور بھی چھین لے
بس میں نہیں ہے ورنہ مقدر بھی چھین لے

اب بھی رہِ نفاق پہ چلتا ہے آدمی
اب بھی گناہ کر کے مچلتا ہے آدمی
اب بھی نفس کی آگ میں جلتا ہے آدمی
اب بھی قدم قدم پہ بدلتا ہے آدمی
دُھندلا ہے دل کا آئینہ دنیا کی دُھول سے
اب بھی گلاب پست ہے کاغذ کے پھول سے

ہر ذات اپنی ذات سے رسوا ہے ان دنوں
عقبیٰ کے رُخ پہ غازۂ دنیا ہے ان دنوں
سستا بہت ضمیر کا سودا ہے اِن دنوں
غیرت کسی غریب کا لاشا ہے اِن دنوں
کتنا حسیں فریبِ نظر کھا رہے ہیں لوگ
دو کشتیوں میں پاؤں ہیں اور جا رہے ہیں لوگ

ڈوبا ہوا ہے بحرِ اَنا میں مزاجِ دَہر　　اٹھتی نہیں لہو میں خلوص و وفا کی لہر
جاری ہے دشتِ ذہن میں خودغرضیوں کی نہر　　پیتا ہے آج آدمی اپنے بدن کا زہر
ایثارِ جسم و جاں کی کوئی گفتگو نہیں
اب کائناتِ دل میں فقط من ہے، تو نہیں

مومن کو یہ طریقِ رعونت ہے ناگوار　　مومن قبائے فخر کو کرتا ہے تار تار
نخلِ وفا کو دے کے مقدس لہو کی دھار　　مومن خریدتا ہے خدا سے خدا کا پیار
وہ چاہتا ہے مرضیِ حق پر نظر رہے
کڑیل جواں پسر نہ رہے، حق مگر رہے

تسکینِ آرزو کا بھرم ہے جواں پسر　　باقی ہے یہ بھرم تو جواں ہے دلِ پدر
ہر سخت مرحلے پہ غرض مند ہے بشر　　دل کی کشش جدھر ہو، نظر کا سفر اُدھر
لیکن وہی خلیل ہے وحدت کی راہ میں
لائے جو اپنے لال کو خود قتل گاہ میں

قربانیِ پسر سے نکھرتا ہے آدمی　　قربانیِ پسر میں ہے منشائے ایزدی
لاریب یہ نماز ہے تقدیرِ بندگی　　قربانیِ پسر ہے ادائے پیمبری
حق سے فضیلتوں پہ فضیلت عطا ہوئی
اس کے سبب نبیؐ کو امامت عطا ہوئی

کتنا نظر فروز ہے یہ جذبۂ حسیں　　یہ کیفیت ہے عشق کی صہبائے انگبیں
انسان ہے اسی کی بدولت فلک نشیں　　اس کے طفیل عرش سے بالا ہوئی زمیں
حق ان کے ساتھ ہے جو مٹے ہیں برائے حق
ٹھہری ہے ایک نفس کی قیمت رضائے حق

لیکن بشر کو اپنے سوا کچھ خبر نہیں　　اس طرح جی رہا ہے کہ جیسے بشر نہیں
اہلِ نظر کے اشکِ رواں پر نظر نہیں　　غربت زدوں کی بات کوئی معتبر نہیں
نظریں ہر ایک قلبِ پریشاں سے موڑ کے
تصویر دیکھتا ہے یہ آئینہ توڑ کے

یہ کیا کہ حسنِ سرو و سمن اپنے واسطے　　غیروں کو دشتِ خارُ چمن اپنے واسطے
دنیا کو دُکھ سکونِ بدن اپنے واسطے　　پردیس دوسروں کو وطن اپنے واسطے
زندہ معاشرے میں اسیرِ مرض کہو
ایسے بشر کو کچھ نہ کہو خود غرض کہو

یہ کیا کہ ہر خیال کا محور ہو اپنی ذات　　یہ کیا کہ ہر نگاہ کا منظر ہو اپنی ذات
یہ کیا کہ ہر خلوص کا جوہر ہو اپنی ذات　　یہ کیا کہ ہر بشر کا مقدر ہو اپنی ذات
جو زندگی میں نفس کی خواہش سے دُور ہے
وہ آدمی امام ہے وحدت کا نور ہے

قربانیوں سے حوصلۂ زندگی بڑھا　　قربانیوں سے سلسلۂ آگہی بڑھا
قربانیوں سے مرتبۂ عاشقی بڑھا　　قربانیوں سے دبدبۂ آدمی بڑھا
لاعلم تھے ملک ہدفِ بے بسی بنے
پچھتا رہے ہیں ہم بھی نہ کیوں آدمی بنے

قرباں گہِ حیات میں رکھتے ہیں جو قدم　　ان کی نظر بہشت ہے ان کی نظر ارم
رکھتے ہیں اپنے دل میں جو خلقِ خدا کا غم　　سائل تو کیا سوال کا رکھتے ہیں وہ بھرم
سب کچھ وہ جان لیتے ہیں چہرے کے حال سے
سائل کو بخش دیتے ہیں پہلے سوال سے

قربانیوں کو ان کے لہو سے بقا ملی　　دستِ طلب کو شوخیِ رنگِ حنا ملی
ایثار کے وجود کو روحِ عطا ملی　　کعبے کے قلب کو نظرِ کربلا ملی
پھیلی فروغِ بزم کی ضو رزم گاہ میں
یہ دل بچھا گئے ہیں شہادت کی راہ میں

بیداریٔ عمل کا جو گھٹنے لگا وقار　　ہمدردیٔ نظر کا جو لٹنے لگا سنگھار
چلنے لگی جو حق کے گلے پر چھری کی دھار　　اہلِ فساد کہنے لگے صبر کو فرار
زخموں کو مسکرا کے سیا اہلِ بیتؑ نے
قربانیوں کو پیار کیا اہلِ بیتؑ نے

قربانیوں کا حُسنِ مجسّم ہیں اہلِ بیتؑ　　عظمت ہے زندگی تو معظّم ہیں اہلِ بیتؑ
قربانیاں کرم ہیں، مکرّم ہیں اہلِ بیتؑ　　دنیا اگر ہے زخم تو مرہم ہیں اہلِ بیتؑ
ان کے عمل سے گلشنِ ہستی میں رنگ ہے
ان کے بغیر صلح ہے کوئی نہ جنگ ہے

انسانیت کی پیاس بجھاتے ہیں اہلبیتؑ　　اجڑے ہوئے دلوں کو بساتے ہیں اہلبیتؑ
پہلو میں غمزدوں کو بٹھاتے ہیں اہلبیتؑ　　آنسو رُکیں تو خون بہاتے ہیں اہلبیتؑ
تالیفِ دل میں شب سے سحر ہو گئی انہیں
آنسو بہے کسی کے خبر ہو گئی انہیں

دنیا سے اپنا درد چھپاتے ہیں اہلِ بیتؑ　　زخموں کے پھول تن پہ سجاتے ہیں اہلِ بیتؑ
تاریکیوں میں راہ دکھاتے ہیں اہلِ بیتؑ　　قندیلِ حق لہو سے جلاتے ہیں اہلِ بیتؑ
حق کی طرف سے شاہدِ مطلق ہیں دین پر
ساکن یہ عرش کے ہیں، بسے ہیں زمین پر

قربانیِ حیات کو اب ڈر نہیں رہا ذہنوں کو خوفِ ناوک و خنجر نہیں رہا
عزمِ خلیلؑ رہ گیا آزر نہیں رہا آئینۂ حق ہے دینِ سکندر نہیں رہا
ایثار کی کماں کو نئے تیر مل گئے
قربانیاں اداس تھیں شبیرؑ مل گئے

شبیرؑ کے حصار میں قربانیاں بڑھیں سامان لے کے بے سروسامانیاں بڑھیں
حد سے سوا جو کذب کی جولانیاں بڑھیں تردیدِ ظلم و جور کو سیدانیاں بڑھیں
اہرامِ کفر و شرک کی بنیاد ہل گئی
قربانیِ حیات کو معراج مل گئی

قانونِ زندگی کو حسینیؑ نظر ملی مجروح فکر کو نگہِ چارہ گر ملی
غیرت کو حق پسندیِ دردِ جگر ملی رہرو کو کربلا کی رہِ معتبر ملی
اُٹھی قضا حیات کا ساغر بھرے ہوئے
قربانیاں سمٹ گئیں مقتل لئے ہوئے

ہمّت کسی میں ہو تو یہ انداز روک لے انجام کی خبر دمِ آغاز روک لے
دم ہے تو جبرئیلؑ کی پرواز روک لے ہاں اب کوئی حسینؑ کی آواز روک لے
لشکر کا زعم لے کے اگر آئے گا یزید
اصغرؑ کے لب ہلیں گے تو مر جائے گا یزید

گزرے جہاں میں یوں تو شہیدانِ نیک نام اصغرؑ پہ ختم ہو گئیں قربانیاں تمام
وہ بیکسی کی دھوپ وہ تنہائیِ امام اک باپ ہے جو فوجِ عدو سے ہے ہم کلام
سچائیوں کو عزم کا محور کئے ہوئے
قرآں کی شکل ہے علی اصغرؑ لئے ہوئے

پانی کا نام لے تو حمیّت کے ہے خلاف　　کچھ مانگنا غیور طبیعت کے ہے خلاف
پیچھے قدم ہٹیں یہ شجاعت کے ہے خلاف　　آواز دیں ربابؑ کو غیرت کے ہے خلاف
اپنی مثال منزلِ غیرت یہ آپ ہے
بیٹا سمجھ رہا ہے کہ مجبور باپ ہے

یہ فکر تھی مدد میں تغافل کوئی نہ ہو　　معیارِ صبر و ضبط میں کوئی کمی نہ ہو
نامِ علیؑ کی دہر میں بے حرمتی نہ ہو　　در پر کھڑی ربابؑ کہیں دیکھتی نہ ہو
قرآن کو حسینؑ نے کعبہ بنا دیا
بچے کو کربلا کی زمیں پر لٹا دیا

وہ گرم گرم ریت وہ جان و دلِ ربابؑ　　صحرا میں دھوپ، دھوپ کے صحرا میں اِک گلاب
تھا دیدنی زمیں کے مقدر کا آفتاب　　پوتا بنا ہوا تھا علیؑ کا ابوترابؑ
کیا کیا گزر رہی تھی دلِ ما و طین پر
ڈر تھا کہ آفتاب نہ اُترے زمین پر

شبیرؑ کی پسر کے ارادوں پہ تھی نظر　　تنہا تھے امتحانِ وفا کے محاذ پر
ہموار کر رہے تھے شہادت کی رہ گزر　　کمسن پسر کا تول رہے تھے دل و جگر
دنیا کو رنگِ عدل میں حیران کردیا
اصغرؑ کو اور دین کو میزان کردیا

کچھ سوچ کر پسر کو اٹھایا حسینؑ نے　　منہ چوم کر گلے سے لگایا حسینؑ نے
بچے کو رازِ فتح بتایا حسینؑ نے　　اصغرؑ کو شہ سوار بنایا حسینؑ نے
یہ فکر سب کہیں کہ قیامت کا ڈھنگ ہے
اصغرؑ کی یہ وغا نہیں اکبرؑ کی جنگ ہے

اصغرؑ پدر کی صدق بیانی سمجھ گئے　　الفاظِ بے صدا کے معانی سمجھ گئے
پیتے ہیں کیسے تیغ کا پانی سمجھ گئے　　لائے ہیں کیوں حسینؑ، کہانی سمجھ گئے
شیرِ خدا کے زور کا منظر دکھا دیا
خیبر رگِ گلو پہ اٹھا کر دکھا دیا

تیرِ اجل سے جذبۂ اصغرؑ نہ چھپ سکا　　رنگِ مزاج سورۂ کوثر نہ چھپ سکا
گردِ خزاں سے حُسنِ گل تر نہ چھپ سکا　　ہارا یزید مقصدِ سرورؑ نہ چھپ سکا
ناوک چلا جو دشت میں کمسن شہیدؑ پر
جا کر لگا دمشق میں قلبِ یزید پر

معصوم کے گلے سے اٹھی وہ لہو کی دَھار　　سہمی اَجل اُلٹ گیا میدانِ کارزار
دستِ پدر پہ فاتح احساس شیر خوار　　پروردگار صبر کی قوت بروئے کار
خاموشیوں میں حاصلِ گفتار مل گیا
اصغرؑ ہنسے تو شام کا دربار ہل گیا

دستِ قضا نے کھول دیں بچے کی مُٹھیاں　　گویا جہاں میں کھل گئے اسلام کے نشاں
ہر اہلِ دل سے کہہ گئیں معصوم ہچکیاں　　اب مقصدِ حیات ہے آوازِ بے زباں
رنگِ بہار خونِ گل تر کا نام ہے
دینِ خدا شہادتِ اصغرؑ کا نام ہے

زندہ ہے آسماں کی نظر میں یہ انقلاب　　زہراؑ کا آفتاب ہے اور سُرخ ماہتاب
احساس اِک سوال ہے، احساس اِک جواب　　ننھی سی ایک لاش ہے ہے یا درد کی کتاب
انسانیت کی فتح کا عنواں ہے سامنے
اصغرؑ نہیں ہیں صبر کا قرآں ہے سامنے

چہرے پہ اپنے لال کا خوں اور جگر میں دَرد　　شبیرؑ چُپ کھڑے ہوئے بھرتے ہیں آہ سرد
زخموں کو پیار کرنے لگی کربلا کی گرد　　دیکھے جو اپنے چاند کے رُخسار زرد زرد
پیک خیال قافلۂ دل میں آ گیا
صبرِ حسینؑ اشک کی منزل میں آ گیا

آنسو گرے تو ہل گئی بنیادِ کائنات　　گلہائے صبر دیکھ کے رونے لگی حیات
ساحل کے ساتھ سر کو پٹکنے لگی فرات　　دشتِ بلا نے خاک اڑا کر کہی یہ بات
سبطِ رسولؐ خیمے میں جائیں گے کس طرح
بچے کی لاش ماں کو دکھائیں گے کس طرح

شبیرؑ نے نگاہ جو کی کائنات پر　　دیکھا رُخِ رسولؐ ہے تازہ لہو میں تر
زہراؑ سنبھالتی ہیں کبھی دل، کبھی جگر　　لیکن ابھی ربابؑ کی جھولے پہ ہے نظر
واقف ذرا نہیں ہیں مقدر کے پھیر سے
گھبرا رہی ہیں گود جو خالی ہے دیر سے

منصف مزاج ہے تو بتائے کوئی بشر　　اب کیا کہیں ربابؑ سے سلطانِ بحر و بَر
بچے کے انتظار میں ماں ہے قریبِ دَر　　کس طرح لے کے جائیں وہاں میّتِ پسر
کس دل سے اب یہ جا کے بتائیں ربابؑ کو
اِک سنگدل نے توڑ لیا ہے گلاب کو

ٹوٹے ہوئے گلاب پہ قربان ہے نگاہ　　پلکوں پہ آنسوؤں کی جگہ خونِ بے گناہ
ماحول میں گھلا ہوا طوفانِ درد و آہ　　مظلومیِ حسینؑ ہے اور آخری گواہ
اک مسئلہ ہے دشت میں لختِ جگر کی قبر
ماں سامنے ہے کیسے بنائیں پسر کی قبر

www.emarsiya.com

میّت لئے ہوئے جو بڑھے جانبِ خیام — دل نے بہ اقتضائے مشیّت کیا کلام
مقتل میں اک نشیب ہے اس چاند کا مقام — سوئے گا تھوڑی دیر وہیں اب یہ لالہ فام
مسکن دہکتی ریت ہے اس ماہتاب کا
دفنایئے زمیں میں کلیجہ ربابؑ کا

مظلوم نے لحد جو بنائی تو ایک بار — کہنے لگے زمین سے اشکِ رواں کے تار
اے کربلا غریب کی دولت سے ہوشیار — جھولے سے تیری گود میں آیا ہے شیرخوار
ابنِ علیؑ کو پیار ہے اس نورِ عین سے
رکھنا ابوترابؑ کے پوتے کو چین سے

رکھا لحد کی چھاؤں میں جب اپنا نورِ عین — صحرا کی نذر ہوگیا اک ماں کے دل کا چین
اس واقعے پہ کانپ گئی رُوحِ مشرقین — ہموار کر کے قبر کو کہنے لگے حسینؑ
بے چین کیوں ہو نیزے پہ معراج پاؤ گے
اصغرؑ تم اپنے باپ کے ہمراہ جاؤ گے

تلوار نے کہا مری آنکھوں میں ہے لہو — آلِ رسولؐ قتل ہو زندہ رہیں عدو
حیدرؑ کا لال خونِ پسر سے کرے وضو — یہ گرم ریت اور یہ اصغرؑ سا ماہ رُو
یا بوترابؑ دیر ہے کیوں انتقام میں
ماں گھر میں بے قرار ہے میں بے کل نیام میں

خالی ہوئے جو ہاتھ اُٹھے سیدالانامؐ — کچھ سوچ کر اٹھائے قدم جانبِ خیام
آئے قریبِ دَر تو کیا اس طرح کلام — سیراب ہو گیا مرا معصوم تشنہ کام
چین آیا اے ربابؑ مہِ نصف سال کو
جھولا جھلا رہی ہے زمیں تیرے لال کو

اب درد و غم کی آخری منزل ہے اے ربابؑ — اصغرؑ کا خون صبر کا حاصل ہے اے ربابؑ
مقتل میں اب حیات کا ساحل ہے اے ربابؑ — اب خنجروں میں فاطمہؑ کا دل ہے اے ربابؑ
کچھ دیر بعد خاک میں تیرا سہاگ ہے
شبیرؑ کی نگاہ میں خیموں کی آگ ہے

زندگی

مرثیہ حضرت علی اکبر علیہ السلام

(۵۶ بند۔۱۹۷۸ء)

زندگی

وحدت جمالِ کُل ہے تو مظہر ہے زندگی　　حُسنِ ازل ہے رُوح تو پیکر ہے زندگی
قدرت ہے جس کا رنگ وہ منظر ہے زندگی　　عہدِ اَلست نور ہے محور ہے زندگی
خالق سے اختیارِ دو عالم لئے ہوئے
اتری زمیں پہ صورتِ آدمؑ لئے ہوئے

آدمؑ کے ساتھ کھل گیا ایوانِ زندگی　　جاری ہوا زمیں پہ دبستانِ زندگی
پھیلا ہوا کی طرح سے دامانِ زندگی　　بولی زبان ہو گیا اعلانِ زندگی
لفظ و بیاں عدم سے جو آئے وجود میں
شاہد خدا کے نام سے اُبھرا شہود میں

ذوقِ مشاہدہ جو بڑھا زندگی بڑھی　　تصدیقِ آفتاب ہوئی روشنی بڑھی
دن کی طرح نگاہ بڑھی آگہی بڑھی　　سینے میں دل جوان ہوا دلکشی بڑھی
آنکھوں کو انقلاب ملا نُور کی طرح
اب زندگی عروس بنی حُور کی طرح

اٹھلا کے حورِ فکر نے اوڑھی ردائے حُسن　　جاری لبِ خرد پہ ہوا ماجرائے حُسن
تصویرِ کائنات جو مچلی برائے حُسن　　پھولوں کو آفتاب نے بخشی قبائے حُسن
بکھری بساطِ ارض پہ گرمی نمود کی
انسان کو عطا ہوئی جنت وجود کی

www.emarsiya.com

اس جنتِ وجود میں لہرائی زندگی ہر سمت شاخ شاخ نظر آئی زندگی
خالق نے یوں شعاعوں سے پھیلائی زندگی صحرا نے مسکرا کے کہا پائی زندگی
جان آ گئی جو سعیِ عمل کے شباب سے
ذرے کلام کرنے لگے آفتاب سے

ذروں کی گفتگو نے دیا زندگی کو رنگ حیراں ہوئے پہاڑ تراشے گئے وہ سنگ
مخلوق کے مزاج میں تخلیق کی اُمنگ تحصیلِ امن کے لئے لازم ہو جیسے جنگ
جدت کی سمت مرکبِ تہذیب موڑ کے
انساں نے عطر لے لیا پتھر نچوڑ کے

پتھر نچوڑنے کا یہ انداز دیکھ کر جھپٹے سپاہِ خیر کی جانب جنودِ شر
ابلیس شعلہ بار ہوا فکرِ نوحؑ پر سارے جہاں میں پھیل گیا آتشیں اثر
کشتی بنی نجات کا سامان ہو گیا
پانی کو غیظ آ گیا طوفان ہو گیا

طوفاں کی موج موج پہ کشتی رواں ہوئی چکرا گئے بھنور وہ روانی عیاں ہوئی
چادر کی طرح وادیٔ کوہِ گراں ہوئی آئی صدائے زندگی میں آسماں ہوئی
انساں سمندروں کے مدینے میں آ گیا
باقی وہی رہا جو سفینے میں آ گیا

دیکھا جو زندگی کے سفینے کا انقلاب بولا اُبھر کے قلزمِ گردوں سے ماہتاب
ظلمت کہاں سے لائے گی اس نور کا جواب یہ زندگی ہے چشمِ حقیقت کا انتخاب
اسمائے پنج تنؑ کا اگر بادبان ہے
اس کشتیِ عمل کی زمیں آسمان ہے

مانندِ وقت بڑھتی رہی کشتیِ عمل　　سورج کی طرح جلتی رہی شمعِ لم یزل
پھر شاخِ زندگی کو میسر ہوا وہ پھل　　جس کو شکست دے نہ سکی تلخیِ اَجل
انوارِ فکر چادرِ خُلّت میں چھن گئے
شعلے مہکتے پھولوں کا قالین بن گئے

انسان نے سجا دیا قالینِ زندگی　　تحریر آگ پر ہوا آئینِ زندگی
حُسنِ خلیلؑ سے ہوئی تزئینِ زندگی　　نمرودیت کی موت بنا دینِ زندگی
اتنی بلند ہو گئی منزل شعور کی
خواہش ہوئی نبیؑ کو امامت کے نور کی

اب زندگی تھی نورِ امامت سے ضوفشاں　　اس نور نے بڑھایا مشیّت کا کارواں
اُبھرا برنگِ خواب نبوت کا امتحاں　　خنجر پدر کا حلقِ پسر پر ہوا رواں
لیکن یہ مصلحت ہوئی ربِ کریم کی
خنجر پہ مہر لگ گئی ذبحِ عظیم کی

یہ رنگِ مصلحت جو بڑھا زندگی کے ساتھ　　بڑھنے لگا غبارِ حسد آدمی کے ساتھ
غارت گری جوان ہوئی سرکشی کے ساتھ　　تاریکیاں اُلجھنے لگیں روشنی کے ساتھ
انسانیت کو چاہ میں دنیا گرا گئی
یعقوبؑ زندگی کی نظر کام آ گئی

یعقوبؑ زندگی کی نظر حاصلِ نظر　　اشکوں کے آئینے میں تماشائے خیر و شر
دل دے رہا تھا مصر کے بازار کی خبر　　تسکین پر محیط رہی فرقتِ پسر
سچ ہے بشر بغیر محبت ہلاک ہے
یوسفؑ جدا رہے تو زمانے پہ خاک ہے

یوسفؑ کے حسنِ رُخ سے ہوئی زندگی حسیں　　زندہ رہے گا عشقِ زلیخا ہوا یقیں
چمکے خدا کے نور سے جب وقت کی جبیں　　کٹ جائیں انگلیوں کی جگہ سر عجب نہیں
بزمِ وفا میں آئینہ سامانیاں بہت
یوسفؑ کا حُسن چاہیے قربانیاں بہت

قربان گہِ حیات میں انسان کا قدم　　تازہ ہو جس طرح جسدِ زندگی میں دم
کھلنے لگا جو شدتِ احساس کا علم　　پانی پہ بہتی قبر ہوئی زیست کا بھرم
آثارِ حق طبیعتِ ماہی پہ چھا گئے
یونسؑ اجل کے ساتھ سفر کر کے آ گئے

پہنچا اس انقلاب پہ آئینۂ سفر　　لوہے کو چٹکیوں سے مسلنے لگا بشر
جھومی فضا ترنم وحدت پسند پر　　پیمانۂ زبور سے چھلکی نئی سحر
تحریر میں حیات کا نظم و نسق ملا
داؤدؑ کو زمیں پہ حکومت کا حق ملا

اُٹھا جہاں میں حق وراثت کا اب سوال　　مستقبلِ حیات پہ چھائی بساطِ حال
اہلِ نظر سمجھ گئے زخموں کا اندمال　　گویا ہوئی زمانے سے تاریخِ ماہ و سال
میراثِ انبیا کا یہ اعلان ہو گیا
داؤدؑ کا چراغ سلیمانؑ ہو گیا

عالم پہ اس چراغ کی لو نے کیا حصار　　جلوے بڑھے سمٹ گئی ظلمات کی دثار
دیکھا جو زندگی کے اُجالوں کا اقتدار　　سائے کی طرح چھپ گئے ذروں میں کوہسار
گھبرائے جس سے رعد وہ آواز مل گئی
انساں کو جبرئیلؑ کی پرواز مل گئی

پرواز کے شعور نے دیکھا چراغِ طور ظاہر ہوئی جبینِ شجر سے شعاعِ نُور
موسیٰؑ کے شوقِ دید پہ گویا ہوا شعور آ طالبِ جمالِ خدا، کس لئے ہے دُور
خواہش ہے حسنِ غیب کے اظہار کے لئے
تابِ نظر بھی چاہیئے دیدار کے لئے

اے چشمِ شوق کھیل نہیں ہے مذاقِ دید ہے سجدۂ خیال میں اہلِ وفا کی عید
دستورِ عشق چاہیئے توریت کی نوید مر جائے نامِ حق پہ تو انسان ہے شہید
جذبِ کلیمؑ پر یہ شہادت کی آب ہے
بجلی نہیں گری، اَرنی کا جواب ہے

دنیا نتیجۂ اَرنی پر ہوئی جو دنگ بدلا نظامِ فکر سے پھر زندگی کا رنگ
ایسا مریض ہو گیا ہستی کا انگ انگ ہر زندگی ہوئی خلشِ زندگی سے تنگ
ایسے میں روشنی کا چمن لے کے آ گئے
عیسیٰؑ علاجِ رُوح و بدن لے کے آ گئے

کتنا عظیم روح و بدن کا علاج تھا لٹتی رہی صداقتِ انجیل کی دوا
لیکن صلیبِ وقت کے اشکوں نے کہہ دیا اے زندگی سنبھل یہ زمانہ ہے بے وفا
جن کا کرم محیط تھا سارے جہان پر
وہ لوگ اشکبار گئے آسمان پر

چشمِ کرم جو روئے تو آتا ہے انقلاب کرتا ہے وقت ظلم زمانہ کا احتساب
اک ذہن میں سمٹتی ہے کونین کی کتاب ملتا ہے پھر تمام سوالوں کا اک جواب
پا کر سکون خلقِ خدا کے نظام سے
قرآن بولتا ہے محمدؐ کے نام سے

قرآن ہی سے پوچھیئے قرآن کا سفر　　وہ منزلِ حرا، وہ تجلی کا مستقر
وہ سینۂ نبیؐ جسے کہیے خدا کا گھر　　وہ آمنہؑ کا چاند وہ آیات کی نظر
لائے امینِ وحی مشیّت کی راہ سے
خوش ہو گیا لپٹ کے رسالتؐ پناہ سے

اب زندگی تجلی اصلِ اُصول تھی　　اب زندگی متاعِ کمالِ عقول تھی
گلزارِ کائنات میں بے مثل پھول تھی　　اب زندگی لباسِ بشر میں رسولؐ تھی
جلوہ کیا زمانے پہ وحدت کے نور نے
فاران کو سلام کیا کوہِ طور نے

آئے حضورؐ شیوۂ آزر اُلٹ گیا　　رحمت بڑھی تو ظلم اجل سے لپٹ گیا
مٹھی میں شامیانۂ عالم سمٹ گیا　　ہر انتشار ضربتِ قرآں سے کٹ گیا
کفر آشنا نظر کے مشاغل بدل گئے
ذہنوں سے بُت فرار ہوئے دل بدل گئے

مردہ دلوں کو جوہرِ قابل بنا دیا　　گردابِ اشتباہ کو ساحل بنا دیا
بے دین کو نجات کا حامل بنا دیا　　زاغ و زغن کو مثلِ عنادل بنا دیا
طائر اُڑے ہوا میں سلیمانؑ کی طرح
تصویر بولنے لگی انسان کی طرح

انسانیت کو پھولنے پھلنے کا حق ملا　　چمکی کتابِ خُلق سنہرا ورق ملا
دلکش ہوئے خیال و معانی سبق ملا　　ذہنوں کو انقلاب کا نظم و نسق ملا
دوڑی نگاہ نشوونما کے سراغ میں
مہکے عمل کے پھول تمدن کے باغ میں

آدمؑ کا لال کاشفِ رازِ بقا بنا　　سب سے حسیں جوان ہوا لافتا بنا
تاریخ کے سفر کی قسم کیا سے کیا بنا　　اسلام کی زبان سے مشکل کشا بنا
فیضِ نظر سے رنگِ اثر کاٹنے لگا
انسان جبرئیلؑ کے پر کاٹنے لگا

یوں بال و پر پہ حوصلۂ بال و پر کھلا　　قلب و نظر پہ مقصدِ قلب و نظر کھلا
چولیں ہلیں تو خیبر ہستی کا دَر کھلا　　نادِ علیؑ سے وقت کے مرحب کا سر کھلا
تلخیٔ زیست بادۂ پرکیف بن گئی
باطل کی تیغ لقمۂ لاسیف بن گئی

انسان کے عروج پہ حیراں تھے خشک و تر　　تھی زندگی شعاع تو سورج دلِ بشر
خود کہہ رہی تھی قافلۂ وقت کی نظر　　مرجائیں کیوں نہ اہلِ جہاں ان اداؤں پر
آنکھوں میں حد لئے ہوئے دونوں جہان کی
نظریں زمیں کی سمت خبر آسمان کی

شیطاں کو یہ حیات کا عنواں نہ تھا پسند　　ملعون کو نجات کا ساماں نہ تھا پسند
کافر نظر کو چہرۂ قرآں نہ تھا پسند　　بدبخت کو نصیبِ سلیمانؑ نہ تھا پسند
خارِ حسد سے دستِ خلش مل کے رہ گیا
خلقت میں آتشیں تھا مگر جل کے رہ گیا

آبِ حیات دیکھ کے بھڑکی حسد کی آگ　　گونجے منافقت کی دھنوں میں ستم کے راگ
ڈسنے چلے سکون کو غارت گری کے ناگ　　سفیانیت نے تھام لی اسپِ جنوں کی باگ
لیکن سوادِ ظلم کا نقشہ بدل گیا
صلحِ حسنؑ کی ضرب پڑی دم نکل گیا

اب پیکرِ یزید میں اُبھرا غرورِ شام — اب ظلمتوں کے سنگ تھے اور زندگی کا جام
بولا غبار چاہیے سورج سے انتقام — اب کربلا کا دشت تھا اور وقت کا امام
مغلوب پا کے حوصلۂ مشرقین کو
اب زندگی پکار رہی تھی حسینؑ کو

اب دامنِ حسینؑ تھا اور ساری کائنات — صدیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھی بس ایک ذات
محدود ایک دل میں ہوا مرکزِ حیات — اب دیکھنا تھا کون رکھے گا خدا کی بات
محنت مچل رہی تھی رسالت مآبؐ کی
اسلام بھیک مانگ رہا تھا شباب کی

اکبرؑ کی سمت دیکھ کے کہنے لگے حسینؑ — اسلام کا سوال سُنا، میرے نورِ عین
اے لال تم ہو باغِ رسالتؐ کی زیب و زین — تم ہی اسے جواب دو زینبؑ کے دل کے چین
قرآں جسے پڑھے وہ کہانی عطا کرو
سائل کو آج اپنی جوانی عطا کرو

اکبرؑ اُٹھے تو جھوم گیا باغِ زندگی — اسلام نے رسول کی تصویر چوم لی
یٰسین کے خطاب نے یہ داستاں کہی — اس چاند پر فدا مہِ کنعاں کی روشنی
یوسفؑ رہے عزیز دلِ پاک باز میں
اکبرؑ کا نام ہو گیا شامل نماز میں

ماتھے کا نور سیّدِؐ ابرار کی طرح — آنکھیں نبیؐ کے دیدۂ انوار کی طرح
رفتار بھی رسولؐ کی رفتار کی طرح — پیکر تمام احمدِؐ مختار کی طرح
حمدِ خدا کا سروِ سہی قد ہے دوسرا
صورت بتا رہی تھی محمدؐ ہے دوسرا

وہ دلکشی، وہ حسن، وہ تنویر، وہ ضیاء جیسے دُعائے نور میں چہرہ دُھلا ہوا
زلفوں کو پیار کر کے گزرتی تھی جب صبا اصحاب مسکرا کے یہ کہتے تھے برملا
بھیگی ہوئی مسیں تھیں رُخ لاجواب تھا
بالکل یہی رسولؐ خدا کا شباب تھا

وہ لازوال عہدِ جوانی کے خدّوخال ہر سمت سے رسولؐ کا آئینۂ جمال
پیغمبریؐ مزاج میں وہ حیدریؑ جلال معصوم تربیت کا وہ نکھرا ہوا کمال
شرحِ من الحسین کا پورا بیان تھے
اسلام مطمئن تھا کہ اکبرؑ جوان تھے

اکبرؑ تھے آگہی کے لئے آگہی کے چاند لیلیٰؑ کے دل کی روشنی سبطِ نبیؐ کے چاند
دنیائے اہلِ بیتؑ میں سب کی خوشی کے چاند اٹھارہویں برس کی قسم زندگی کے چاند
گلزارِ مصطفیٰؐ میں مشیّت کا پھول تھے
آتی جو اِن پہ وحی تو یہ بھی رسول تھے

بچے اس آن بان کے پیدا کہاں ہوئے آئے زمیں کی رحل پہ اور آسماں ہوئے
قد قامت الصلوٰۃ کی صورت عیاں ہوئے عباسؑ کے مزاج میں ڈھل کر جواں ہوئے
اسلام کی بقا کا سبق تھا زبان پر
اک ہاتھ ذوالفقار پہ تھا اک نشان پر

بہنوں نے حوصلہ دیا ماں سے ملی اُمنگ سجاد سے ملا صفتِ رہبری کا رنگ
عباسؑ نے سکھا دیئے سارے فنونِ جنگ شبیرؑ نے بتا دیئے سب زندگی کے ڈھنگ
شیرِ خدا کے شیر کا مظہر بنا دیا
زینبؑ کی لوریوں نے تو اکبرؑ بنا دیا

www.emarsiya.com

عاشور کی زبان سے سنیئے یہ ماجرا — کس طرح اس جوان کو روئی ہے کربلا
وہ خنجروں کی زد پہ سراپا رسولؐ کا — شبیرؑ ڈھونڈتے رہے اور چاند چھپ گیا
انسانیت یہ خون رکھے گی نگاہ میں
نوکِ سناں سے پھول کھلا رزمگاہ میں

نوکِ سناں جو سینے میں پیوست ہو گئی — یعنی جوان شاخ سے ٹوٹا گلِ نبیؐ
پشتِ فرس چھٹی تو صدا شاہِ دیںؑ کو دی — بابا قریب ہے کہ بجھے شمعِ زندگی
قربان کر رہا ہوں جوانی کے باغ کو
طوفاں میں دیکھ لیجئے اپنے چراغ کو

شبیرؑ نے سنی جو پسر کی صدائے غم — رفتارِ نبض رک گئی آیا لبوں پہ دم
رن کی طرف چلے مگر اٹھتے نہ تھے قدم — تڑپے تو اور ہو گیا آنکھوں کا نور کم
رستہ کٹھن تھا نورِ نظر کی تلاش میں
یعقوبؑ جا رہے تھے پسر کی تلاش میں

آواز دے رہے تھے شہِ دیںؑ یہ بار بار — بیٹا ضعیف باپ کا لازم ہے انتظار
آنکھیں جواب دیتی ہیں اور دل ہے بیقرار — اے میرے شیر بیچ میں ہے فوجِ نابکار
کس طرح زندگی کا مداوا کرے حسینؑ
کیسے گلے لگائے تجھے کیا کرے حسینؑ

لیکن ضعیف باپ کی ہمت جوان تھی — مظلومیت جوانی اکبرؑ میں ڈھل گئی
سوکھے ہوئے لبوں سے پکارا جو یا علیؑ — قبضے سے ذوالفقار تڑپ کر نکل پڑی
شیرِ خدا کی طرح تھے لشکر کے سامنے
مثلِ دُعا پہنچ گئے اکبرؑ کے سامنے

اکبرؑ کا حال دیکھ کے مقتل نے دی صدا — اے فاطمہؑ کے لال گلِ تر بکھر گیا
گھوڑوں سے پاش پاش ہے تصویرِ مصطفیٰؐ — برچھی کے ساتھ سینے میں دم ہے رُکا ہوا
کیا ہے شبابِ صبر دکھا دیجئے حسینؑ
کڑیل جواں کی لاش اُٹھا لیجئے حسینؑ

بجھتے ہوئے چراغ پہ جھکنے لگے جو شاہؑ — خود اپنی بیکسی کے لبوں سے سُنی کراہ
معراجِ زندگی پہ یہ صورت ہوئی گواہ — نوکِ سناں پہ ہاتھ نجف کی طرف نگاہ
پھیلا وہ ابرِ درد زمانہ بدل گیا
نوکِ سناں نکل تو گئی چاند ڈھل گیا

ہاتھوں پہ لے کے چاند کی میّت اٹھے امامؑ — لے کر خدا کا نام چلے جانبِ خیام
سورج کا رنگ دیکھ رہی تھی سپاہِ شام — خط کھینچتا تھا فرش زمیں پہ مہِ تمام
دریائے زندگی تھا روانی لئے ہوئے
اسلام جا رہا تھا جوانی لئے ہوئے

خیمے کے در پہ ثانی زہراؑ کا انتظار — سوچے بشر تو ذہن کی دنیا ہو تار تار
تھرا رہا تھا خیمے کا پردہ جو بار بار — آواز دے رہا تھا فضاؤں کا اضطرار
اس مرحلے پہ درد بھرے دل کو تھامنے
شبیرؑ کیسے جائیں گے زینبؑ کے سامنے

آخر بہن کے سامنے آئے شہِ انامؑ — رکھی زمیں پہ لاش بہن سے کیا کلام
زینبؑ تمہارے باغ میں آئی ہوائے شام — لیلیٰؑ سے کہدو دیکھ لے اپنا مہِ تمام
خیمے میں پھر شبیہِ پیمبرؐ نہ آئے گا
جی بھر کے دیکھ لو علی اکبرؑ نہ آئے گا

www.emarsiya.com

لیلیٰؑ کی سمت ثانی زہراؑ نے کی نظر　　اب مامتا کا جوش تھا اور لاشۂ پسر
ہالہ شفق نما جو ملا اپنے چاند پر　　سہرے کی حسرتوں سے لہو ہو گیا جگر
صغراؑ کا انتظار تصور پہ چھا گیا
زخمِ سناں پہ اشک گرے اور غش آ گیا

بس اے وحیدؔ روتی ہے مجلس میں زندگی　　اشکوں نے بخش دی ہے مودّت کی روشنی
اس روشنی سے فکر کو یہ آگہی ملی　　سینے میں کربلا ہے تو زندہ ہے آدمی
یہ فیصلہ مقدّرِ اہلِ شعور ہے
دینِ خدا جوانی اکبرؑ کا نُور ہے